www.novelsclubb.com
بیضاء
یہ کہانی ہر اس انسان کی ہے
جو اپنے حصّے کے خسارے
سے آگاہ ہونے پر اپنے اصل
کی طرف لوٹ جاتا ہے۔
از قلم سحرش جاوید
:novelsclubb
:read with laiba
03257121842

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔تو ہم سے رابطہ کریں۔

ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔

آپ اپنا لکھا ہوا ناول،افسانہ،شاعری،ناولٹ،کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں ورڈ فائل یا ٹیکسٹ فارم میں میل کریں

novelsclubb@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک،انسٹا پیج اور واٹس ایپ کے ذریعے بھی ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں۔

FB PAGE:

NOVELSCLUBB

INSTA:

NOVELSCLUBB

WHATSAPP:

03257121842

بیضاء

از قلم

سحرش جاوید

www.novelsclubb.com

بیضاء

وہ مئی کی ایک خوشگوار صبح تھی۔ فجر قضا ہوئے کئی ساعتیں بیت چکی تھیں۔ سورج بادلوں کی اوٹ سے نکلتا ہوا سارے میں اپنی سنہری روشنی پھیلا رہا تھا۔ ساہیوال کے ایک پوش علاقے "جیون سٹی" میں بھی ایک روشن اور مصروف دن کا آغاز ہو چکا تھا. اکثر گھروں میں سکول و کالج اور آفس جانے کی تیاری ہو رہی تھی۔ انہیں گھروں میں ایک گھر وہ بھی تھا جس کی انٹریس کی دیوار پر لگی کاپر گولڈن کیلیگرافی اسے باقی گھروں سے منفرد بناتی تھی۔ کیلیگرافی اونچائی پر نصب ہونے کی وجہ سے گھر کے باہر کھڑے ہونے پر بھی دکھائی دیتی تھی. وہ کیلیگرافی ایسی تھی کہ کوئی بھی اگر وہاں سے گزرتا تو وہ اسے پڑھے بغیر نہیں رہ سکتا تھا۔ کیلیگرافی پر سورۃ العصر ایک درخت کی مانند لکھی گئی تھی جو نیچے تنے کی طرف سے بسم اللہ سے شروع ہوئی تھی اور اس کی شاخوں پر پوری سورت لکھی تھی۔ وہ ایش گرے اور ہلکے نیلے رنگ کی عمارت بڑے طمطراق سے کھڑی تھی جس کی نیم پلیٹ پر "محمد جلال"

لکھا تھا۔گھر کے اندر لان عبور کر کے مین انٹریس سے لاونج میں داخل ہوں تو وہاں سے اوپر کو جاتی سیڑھیاں دکھائی دے رہی تھیں۔ان سیڑھیوں سے ایک لڑکی سیاہ عبایااور خالی حجاب پہنے،کندھے پر بیگ اور ہاتھ میں فولڈرز تھامے،چہرے پہ مسکراہٹ سجائے جس میں اسکی ہیزل براؤن آنکھیں پورا ساتھ دے رہی تھیں کافی عجلت میں اترتی ہوئی لاؤنج عبور کر کے ڈائننگ ایریا کی طرف چل دی جہاں گھر کے باقی افراد ناشتہ کرتے دکھائی دے رہے تھے۔

"السلام علیکم یااہلِ فردوس"اس نے سب کو مشترکہ سلام کیا،بیگ اور فولڈر پاس ہی رکھتے ہوئے اپنی کرسی کھینچ کر ناشتے کی طرف متوجہ ہو گئی۔

www.novelsclubb.com

"وعلیکم السلام بیضاء بیٹا۔۔۔۔ تم بیٹھ کے ناشتہ کرو مجھے اب نکلنا چاہیے ورنہ پھر دیر ہو گئی تو ابا میاں ناراض ہو جائیں گے" میر عالم نے نیپکین سے ہاتھ صاف کرتے ہوئے کہا اور وہاں سے اٹھ کر باہر کی طرف جانے لگے.

"تایا ابو ملکہ ہانس والوں سے کہیے گا بیضاء ان سے ناراض ہے یہ بھی یاد کروا دیجئے گا اب کی بار ناراضگی کافی شدید اور دیر تک چلے گی" سیاہ بُرقعے والی لڑکی نے کافی نروٹھے پن سے اپنے تایا کو دیکھتے ہوئے کہا

www.novelsclubb.com

"تم ان سے راضی کب ہوتی ہو؟۔۔۔۔ خیر تمہارا پیغام ان تک پہنچ جائے گا، میں چلتا ہوں اللہ حافظ" میر عالم اس سیاہ بُرقعے والی لڑکی کو جواب دیتے تیزی سے باہر پورچ کی طرف بڑھ گئے

"ویسے بیضاء آپس کی بات ہے جتنا تم ملکہ ہانس والوں سے ناراض ہوتی ہو اگر اس ناراضگی پر آسکر ملتا نا تو وہ تم کب کا جیت چکی ہوتی" وہ سفید شلوار قمیض میں ملبوس بائیس سالہ لڑکا تھا جس کا جسم توانا اور چہرے کے نقوش تیکھے تھے. اور وہ میر عالم سے کافی حد تک مشابہت رکھتا تھا.

"سیر ئیلی دانی! بہت ہی بکواس قسم کی بکواس کی ہے تم نے۔۔۔اووو میں تو بھول ہی گئی تھی" سیاہ بُرقعے والی لڑکی اب پوری طرح اس لڑکے کی طرف متوجہ تھی

"کیا؟" وہ لڑکا بھی اب ناشتہ چھوڑے اس کی باتوں سے محظوظ ہو رہا تھا

"یہی کہ تم نے بکواسات میں پی-ایچ-ڈی کر رکھی ہے" سیاہ بُرقعے والی لڑکی نے اپنی دانتوں کی نمائش کرتے ہوئے اس کی طرف طنزیہ مسکراہٹ اچھالی.

"پارٹنر یہ جو تم ہر وقت کھٹے میٹھے طنز کے تیر مجھ پر چلاتی رہتی ہو نا یہ بس تم ہی کر سکتی ہو ورنہ اور کون ہے جو دایان میر عالم سے ٹکر لے سکے" اس لڑکے نے شوخ پن کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہا۔

"آیا وڈا اَپھنّے خان.....اب اٹھ جاؤ اور مجھے یونیورسٹی چھوڑ کر آؤ" سیاہ بُرقعے والی لڑکی نے منہ کے زاویے بگاڑتے ہوئے کہا اور وہاں سے اٹھ کر ہال کی راہداری میں لگے آئینے کے سامنے جا کھڑی ہوئی۔

"ہاں جی چھوڑ کے بھی میں آؤں محترمہ کو اور ان کی باتیں بھی میں ہی سنوں، ملازم سمجھا ہوا ہے نا مجھے" دایان نے جب اپنی بات کو ہوا میں جاتے دیکھا تو بیزار سا وہاں سے نکلنے لگا.

سنو دایان! بیضاء کو چھوڑنے جا رہے ہو تو جاتے ہوئے سارہ کو بھی پِک کر لینا" وہ ہلکے پیلے رنگ کے جوڑے میں ملبوس ایک مناسب قد کی لڑکی تھی۔ اسکی رنگت صاف اور نقوش اپنی ماں جیسے تھے. اسکی آنکھیں گہرے بھورے رنگ کی تھیں۔ وہ میز سے برتن اٹھاتے ہوئے دایان کو ہدایت دے رہی تھی۔

"بھابھی ماں آپکا حکم سر آنکھوں پر" اس لڑکی نے خود کو "بھابھی ماں" کہے جانے پر ایک نظر خود سے کچھ فاصلے پر بیٹھے لڑکے کو دیکھا جو ان سب سے بے نیاز اپنے

موبائل میں مصروف تھا، وہ لڑکی دایان کو ایک گھوری سے نوازتی کچن میں گھس گئی۔

"پارٹنر اب چل بھی دو.... چھوڑ دو اس آئینے کی جان۔۔۔۔میں نے بھی جانا ہے اگر لیٹ ہوا نا تو قسم سے ہماری لڑائی بھی ہو سکتی ہے"

"تم گاڑی سٹارٹ کرو میں بس ایک منٹ میں آ رہی ہوں" سیاہ بُرقعے والی لڑکی نے نقاب پہن کر آئینے میں خود کا جائزہ لیتے ہوئے کہا اور خود کی تسلی کر لینے کے بعد جلدی سے بیگ وغیرہ تھامے واقعی ایک منٹ میں گاڑی میں جا بیٹھی.

جلال ہاؤس سے باہر نکلو تو اسی فیز میں چار گھروں کے فاصلے پر بنے ایک گھر کے سامنے سفید گاڑی کھڑی تھی جس کی فرنٹ پیسنجر سیٹ سے بیضاء نکل کر اس گھر کی طرف چل دی۔لاؤنج سے گزرتے ہوئے وہ خود میں مگن ایک کمرے کی طرف بڑھ رہی تھی مگر اوپر کی طرف سے آتی مردانہ آواز نے اس کے قدم وہیں روک دیے۔

"یہ کون نقاب پوش ہمارے گھر میں گھسے جا رہی ہے؟" وہ چھبیس سالہ ایک خوش شکل لڑکا تھا، بلیک جینز اور سکِن گول گلے والی ٹی شرٹ پر سیاہ بلیزر پہنے جسکا سامنے سے ایک بٹن بند تھا، بازو اوپر کو چڑھائے گھڑی کا سٹریپ بند کرتا ہوا سیڑھیوں سے نیچے اتر رہا تھا، اس کے ڈارک براؤن بال جو کبھی کبھی سیاہ دکھائی دیتے تھے سلیقے سے سیٹ کیے ہوئے تھے، اس کی سیاہ چمکتی ہوئی آنکھیں کسی کو بھی اپنی طرف متوجہ کر سکتی تھیں، وہ سوبر اور سنجیدہ سا لڑکا بیضاء کی طرف ہی آ رہا تھا۔

"السلام علیکم۔۔۔۔میں نے تمہیں دیکھا نہیں تھا ورنہ۔۔۔۔۔" بیضاء نے اپنی بات ادھوری چھوڑ کر ارد گرد دیکھا اس وقت لاؤنج میں ان دونوں کے علاوہ اور کوئی نہیں تھا۔

"ورنہ کیا؟۔۔۔وہ چلتا ہوا بیضاء کے عین سامنے کھڑا ہو گیا۔

"ورنہ یہ کہ اگر میں تمہیں دیکھ لیتی تو با احسن طریقے سے نظر انداز کرتی سارہ کو لے کر جا چکی ہوتی" بیضاء پُر اعتمادی سے زمران کو دیکھتی اس کی بات کا جواب دے رہی تھی۔

"یہ تو تم ہمیشہ سے کرتی آئی ہو اِن فیکٹ ابھی بھی یہی کر رہی ہو تمہیں زمران کبھی نظر ہی نہیں آیا" بیضاء نے آنکھیں چھوٹی کر کے بغور سر سے پاؤں تک زمران کا جائزہ لیا۔ جیسے کچھ جانچ رہی ہو

"کسی سے اتنا بدگمان ہونا خود کیلئے بہت برا ثابت ہوتا ہے مسٹر زمران شجاع حیدر، اپنی بدگمانی کے مینار اتنے اونچے نہ بناؤ کہ جب وہ گریں تو خود کو انکے ملبے تلے ڈھیر ہوا پاؤ۔" اس کے لہجے میں بھی اسکی آنکھوں کی طرح وقار اور اعتماد چھلک رہا تھا۔

اس سے پہلے کہ زمران اس کی بات کا جواب دیتا بائیں طرف بنے کمروں میں سے ایک کمرے کا دروازہ کھلا اور وہاں سے ایک لڑکی چلتی ہوئی ان کی طرف آتے ہوئے ذرا اونچی آواز میں بول رہی تھی۔

"ارے بھائی آپ ابھی تک آفس نہیں گئے۔۔۔آپ نے تو آج جلدی جانا تھا" وہ دراز قد پتلی سی لڑکی تھی جس کا چہرہ حجاب کے ہالے میں واضح دیکھائی دے رہا تھا۔ اسکے نقوش تیکھے تھے۔اور موٹی موٹی سیاہ آنکھیں،ان پر اسکی لانبی پلکیں جو انہیں اور بھی پر کشش بناتی تھیں۔

"جناب کو تاڑنے سے فرصت ملے گی تو جائیں گے نا" بیضاء نے بڑبڑاتے ہوئے کہا لیکن اس کی آواز اتنی ضرورت تھی کہ سامنے کھڑا زمران بخوبی سن سکتا تھا۔

www.novelsclubb.com

"میں نے سنا جو تم نے کہا" زمران نے سپاٹ لہجے میں اس سے کہا۔

"میں نے بھی سنانے کیلیئے ہی کہا" اس کی آواز سے صاف ظاہر ہو رہا تھا کہ وہ اسے چڑا رہی ہے

"یار بس کر دیں دونوں صبح صبح ہی گھر کو جنگ کا میدان بنا لیا ہے اور بھائی۔۔۔یار آپ آفس جائیں آپکو دیر ہو رہی ہے نا"

"سارہ اپنی اس کزن کو سمجھا لو مجھ سے تمیز سے بات کیا کرے ورنہ۔۔۔۔" وہ بیضاء کو آنکھیں دکھاتا اپنی بات ادھوری چھوڑ کر وہاں سے چلا گیا۔ان کی آدھی ادھوری باتیں جن کا پورا مطلب وہ دونوں بخوبی جانتے تھے۔

"بیضاء تم پہلے ماما سے مل لو پھر چلتے ہیں" لاؤنج میں اب صرف وہ دونوں موجود تھیں۔

"سارہ!!!! ہم پہلے ہی لیٹ ہو رہے ہیں پھوپھو سے میں شام میں مل لوں گی ابھی چلو دایان باہر کھڑا انتظار کر رہا ہے" وہ اس کا ہاتھ پکڑ کر باہر کی طرف چل دی۔ سامنے کھڑے زمران کو دیکھ کر ایک گہرا سانس لیتے گاڑی کی فرنٹ سیٹ کی طرف بڑھ گئی اور سارہ زمران کے پاس جا کھڑی ہوئی جو دایان سے مل رہا تھا۔

"مولوی صاحب ہم نے آج کی تاریخ میں ہی یونیورسٹی جانا ہے مہربانی ہو گی آپ کی اگر آپ ہمیں وقت پر چھوڑ دیں گے، اور تم پھر سے وہاں کھڑی ہو گئی ہو آ کر گاڑی میں بیٹھو" وہ زمران کا غصہ ان دونوں پر اتار رہی تھی۔ وہ دونوں اس کو غصے میں دیکھتے ہوئے جلدی سے اس کی طرف لپکے۔ زمران بھی اسے غصے سے دیکھتا اپنی گاڑی میں بیٹھ گیا۔

"ایک تو مجھے تمہارے موڈ سوئنگز سمجھ میں نہیں آتے اندر جاتے ہوئے تو اچھی بھلی تھی اور واپس تم اس چندر مکھی کے روپ میں آئی ہو" دایان ڈرائیو کرتا ہوا ساتھ بیٹھی بیضاء سے شکایت کر رہا تھا۔ لیکن اس نے کوئی جواب نہیں دیا تھا وہ کھڑکی سے باہر دیکھ رہی تھی۔ دایان نے بھی خاموش رہنے میں ہی عافیت جانی۔ پانچ منٹ میں

وہ یونیورسٹی کے گیٹ کے سامنے تھے۔جہاں بڑا سا "یونیورسٹی آف ساہیوال" لکھا تھا۔وہ ان کو گیٹ پر اتار کر گاڑی آگے بڑھا لے گیا۔

"السلام علیکم ابامیاں" میر عالم نے حویلی کے مردان خانے میں داخل ہوتے ہی محمد جلال کو سلام کیا جس کا جواب انہوں نے سر کو خم کر کے دیا تھا وہ گاؤں کے چند مردوں کے ساتھ بیٹھے ہیر سن رہے تھے۔وہ جب تک ہِیر نہ سن لیتے ان کا دن نہیں گزرتا تھا۔انہی مردوں میں ایک نوجوان وارث شاہ کی ہِیر پڑھ رہا تھا۔اسکی آواز میں ایسا سوز و گداز تھا کہ سننے والا خود کو مسرور محسوس کرنے لگتا۔میر عالم بھی اس کی آواز کے سحر میں جکڑے چند ثانیے وہاں موجود رہے پھر چار و ناچار مردان

www.novelsclubb.com

خانے سے نکل کر حویلی کے اندر کی طرف بڑھ گئے جہاں انہیں دو لڑکیاں دروازے کی اوٹ میں کھڑی نظر آئیں۔

"تم دونوں یہاں کیا کر رہی ہو؟" میر عالم اپنی ازلی بارعب آواز میں دونوں سے استفسار کر رہے تھے۔

"وہ بابا در اصل ہم زاویار بھائی کی ہِیر سننے کیلئے یہاں کھڑی ہیں" یہ میر عالم کی 19 سالہ بیٹی تھی جو سمسٹر ختم ہونے پر یہاں گاؤں میں چند چھٹیاں گزارنے آئی تھی۔

"ارحہ بیٹا اپنی طہور آپی کو لے کر اندر چلو، اچھی لڑکیاں یوں دروازوں میں کھڑی نہیں ہوتیں۔" وہ کہہ کر اندر کی طرف بڑھ گئے۔

www.novelsclubb.com

"جی بابا"۔۔۔۔وہ بس اتنا ہی کہہ سکی۔یہ طے تھا کہ میر عالم کے سامنے سوائے بیضاء کے کوئی اور نہیں بول سکتا۔وہ دونوں خاموشی سے میر عالم کے پیچھے چل دیں۔

صحن کے وسط میں سنبل کا درخت تھا جو زیادہ بڑا تو نہیں تھا لیکن پھر بھی وہ آدھے صحن کو اپنے سائے سے ڈھکے ہوئے تھا۔اسی درخت کے نیچے تخت بچھائے ایک عمر رسیدہ خاتون بیٹھی اپنے سر کی مالش کروا رہی تھی۔

"کبریٰ ذرا ہاتھ آہستہ رکھو۔۔۔۔۔اب مجھ میں پہلے والی بات نہیں رہی کہ تمہارے ہاتھوں کی ذرا سی سختی برداشت کر سکوں"

"اماں وڈی کیسی باتیں کر رہی ہیں۔۔۔اللہ آپ کو لمبی حیاتی دے اللہ کے بعد آپ لوگوں کا ہی تو آسرا ہے جی ہمیں" کبریٰ جو کہ منشی صاحب کی بیوی تھی ہمہ وقت حویلی میں ہی رہتی تھی ان دونوں میاں بیوی نے اپنی زندگی کا آدھے سے زیادہ وقت اس خاندان کی خدمت میں گزارا تھا۔

"میری دھی اور کتنی حیاتی دلوانا چاہتی ہو۔۔۔65 سے اوپر کی تو ہو چکی ہوں۔ آسرا تو بس اللہ کا ہوتا ہے ہم انسان تو بس وسیلے ہوتے ہیں" وہ اپنے ازلی شفیق لہجے میں مسکراتے ہوئے کہہ رہی تھیں۔ایسی پُر لطیف مسکراہٹ جسے دیکھ کر سخت دل انسان بھی نرم پڑ سکتا تھا۔

"السلام علیکم اماں جان۔۔۔میر عالم آکر ان کے ساتھ ہی بیٹھ گئے۔

"وعلیکم السلام بیٹے خیریت سے ہی آئے ہو ناوہاں سب کیسے ہیں؟؟" کبریٰ اپنی بات پوری نہ ہونے پر خاموش کھڑی ان کے بالوں کی چوٹی گوندھنے لگی۔

"الحمدللہ میں تو خیر خیریت سے ہی آیا ہوں اور وہاں بھی سب ٹھیک ہیں لیکن کسی نے ملکہ ہانس والوں سے شدید ناراضگی کا اظہار کیا ہے" میر عالم کی بات سنتے ہی اس عورت کی مسکراہٹ مزید گہری ہوگئی جیسے معلوم ہو کہ وہ کس کی ناراضگی کی بات کر رہے ہیں۔

ان سے کچھ فاصلے پر چارپائی بچھائے ایک اور عورت بیٹھی سبزی بنا رہی تھی انکے چہرے پر بھی میر عالم کی بات سننے کے بعد مسکراہٹ رینگنے لگی۔ طہور اور ارحہ انہی کے ساتھ بیٹھی بغور ان سب کی باتیں سن رہی تھیں۔

"ہاں بھئی اب تو میری بچی حق پر ہے اسکا ناراض ہونا بنتا ہے۔۔۔ آسیہ کو یہاں آئے ایک ماہ سے زائد عرصہ ہو گیا ہے۔۔۔ میں تو کہتی ہوں آسیہ اب تم ساہیوال کا رُخ کر ہی لو بچیاں اداس ہو گئی ہیں۔

"جی اماں!! میں بھی سوچ رہی تھی۔ ویسے اداسی کا دورہ بس آپکی ایک ہی پوتی کو پڑتا ہے باقی تو ماشاءاللہ سے سمجھدار ہیں" ان کی بات سن کر اماں جان ذرا اونچی آواز میں ہنسنے لگیں۔

www.novelsclubb.com

"اماں یہ زاویار کب آیا؟" سوال میر عالم کی طرف سے داغا گیا تھا۔

"رات گئے آیا تھا میرا بچہ اور دیکھو تو ذرا تمہارے ابا نے اسے آرام بھی نہیں کرنے دیا اور سویرے سے ہی اپنے پاس بٹھا رکھا ہے." زاویار منشی صاحب کا بھتیجا تھا اس کا بھی بچپن سے اب تک کا وقت حویلی میں ہی گزرا تھا وہ حویلی کے تمام مکینوں کا لاڈلا تھا۔ وہ ساہیوال کی یونیورسٹی سے اردو ادب میں ایم۔فل کر رہا تھا اور اب ویک اینڈ پہ یہاں ملکہ ہانس آیا تھا۔ اسی اثنا میں میر عالم کا فون بجنے لگا جہاں "حاکم کالنگ" لکھا آ رہا تھا۔

"اماں میں زمینوں پر جا رہا ہوں حاکم کب سے انتظار کر رہا ہے"

"فی امان اللہ بیٹے" میر عالم سر کو خم دیتے فون کان سے لگائے باہر کی طرف چل دیئے۔

محمد جلال اور فردوس بیگم (انکے نام کی وجہ سے ہی بیضاء اپنے خاندان کو "اہلِ فردوس" کہتی تھی) کے دو بیٹے اور ایک بیٹی تھی۔ سب سے بڑے بیٹے میر عالم جن کی شادی محمد جلال کی بھانجی منزہ سے کی گئی تھی ان کے تین بچے تھے سب سے بڑا تیمور میر عالم جو میڈیکل کی تعلیم مکمل کرنے کے بعد ہاؤس جاب کر رہا تھا اس سے چھوٹا دایان میر عالم جس نے میٹرک کی تعلیم کے بعد سکول کو خیر باد کہہ کر قرآن حفظ کیا اور اسکے بعد اب درسِ نظامی کا کورس کر رہا تھا۔ سب سے چھوٹی ارحہ میر

عالم جس نے حال ہی میں بی ایس کیمسٹری کا پہلا سیمسٹر مکمل کیا تھا۔ میر عالم سے چھوٹی ان کی بہن صدیقہ تھی جو اپنے شوہر شجاع حیدر کے ساتھ جیون سٹی میں ہی جلال ہاؤس سے کچھ فاصلے پر مقیم تھی ان کے دو بچے تھے زمران شجاع حیدر جو ٹیکسٹائل ڈیزائنر تھا اور اپنے والد کے ساتھ ہی بزنس سنمبھالتا تھا اس سے چھوٹی سارہ شجاع حیدر جو انگلش لیٹریچر میں ماسٹرز کر رہی تھی۔ سب سے چھوٹے میر حاکم تھے جن کی شادی فردوس بیگم کے کزن کی بیٹی آسیہ سے کی گئی تھی ان کی دو بیٹیاں تھیں زائرہ میر حاکم جسکا ماسٹرز کا آخری سال تھا اور اس سے چھوٹی بیضاء میر حاکم جو سارہ کے ساتھ ہی انگلش لیٹریچر میں ماسٹرز کر رہی تھی دونوں کا پہلا سال تھا۔ تیمور اور زائرہ کا پانچ سال پہلے زائرہ کی اٹھارویں سالگرہ کے دن دونوں کی رضامندی سے نکاح ہو چکا تھا۔ محمد جلال اپنے آبائی گاؤں ملکہ ہانس کے بہت بڑے زمیندار تھے ان کے بیٹے بھی ان کے ساتھ ہی زمینیں سنبھالتے تھے۔

www.novelsclubb.com

"میری بات تو سنیں تیمور اب آپ میرے ساتھ زیادتی کر رہے ہیں" تیمور پورچ کی طرف بڑھ رہا تھا زائرہ بھاگنے کے سے انداز میں اس کے پیچھے جا رہی تھی۔

"بیگم اپنے بارے میں کیا خیال ہے آپکا" اس کی بات سن کر تیمور نے رک کر سرعت سے اسے دیکھا۔

www.novelsclubb.com

"خیال تو بہت اچھا ہے مگر آپ سننا نہیں چاہیں گے" زائرہ ذرا شوخ انداز میں بول رہی تھی

"خیر اب ایسی بھی بات نہیں ذرا اہم بھی تو سنیں محترمہ نے اپنی خوش فہمیوں کی عمارت کس قدر اونچی تعمیر کر رکھی ہے" وہ بازو سینے پہ باندھے مکمل طور پر اس کی طرف متوجہ تھا۔

"اچھا نا اب بس کریں آپکو پتہ تو ہے ایگزامز میرے سر پہ ہیں اور اِن دنوں میں کتنی سٹریسڈ ہوتی ہوں آپ کو ذرا خیال نہیں ہے میرا بس اپنی پڑی ہوتی ہے" وہ نرمی سے شکوہ کر رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

"جی جی بالکل! ایسا ہی ہے نظر آرہا ہے آپ کس قدر سٹریسڈ ہیں۔۔۔۔بس بہت ہو چکا اس دفعہ ابا میاں کو آ لینے دو میں ان سے دو ٹوک بات کرتا ہوں اب میں اور انتظار نہیں کروں گا پھر دیکھوں گا کہ آپ محترمہ کیسے مجھے اگنور کرتی ہیں"

"آپ اب۔۔۔۔۔" وہ کچھ کہہ رہی تھی مگر باہر سے آتی بیضاء کو دیکھ کر وہ خاموش ہو گئی۔

"ارے واہ! ملاقاتیں ہو رہی ہیں صحیح ہے بھئی نکاح کا ایک فائدہ تو ہوتا ہے جب مرضی آپ اپنے محبوب سے مل لو" بیضاء جو ابھی یونیورسٹی سے آئی تھی ان دونوں کو دیکھ کر پورچ میں ہی رک گئی۔

www.novelsclubb.com

"جہاں تم جیسی بہن پلس سالی ہو وہاں وصال نہیں فراق ہوتا ہے" تیمور اس وقت غصے میں تھا لیکن وہ غصے میں بھی تمیز کے دائرے میں ہی رہتا تھا۔

"یقین کریں تیمور بھائی ذرا مزہ نہیں آیا" اس کی بات پر زائرہ نے بھی مسکراہٹ دبا کر تیمور کے جلالی چہرے کو دیکھا تھا۔

"آپ لوگ کونٹینیو کریں میں چلتی ہوں۔۔۔زری جان ذرا اپنے منکوح سے فارغ ہو کر ایک کپ چائے تو بنا دینا" اس نے کہہ کر اندر کی طرف قدم بڑھائے ہی تھے کہ تیمور کی آواز نے پھر روک لیا۔

"رکو ذرا... تم مجھے یہ بتاؤ کس کے ساتھ آئی ہو؟" تیمور کے سوال پر اس نے اپنی ہیزل براؤن آنکھوں سے ایک نظر اپنے پیروں کو دیکھا اور پھر تیمور کو جیسے کہہ رہی ہو "ظاہر ہے اپنے پیروں کے ساتھ آئی ہوں"

"میرا مطلب ہے تمہیں گھر تک کون چھوڑ کے گیا ہے؟" تیمور بھی شاید اسکے دیکھنے کے انداز سے سمجھ چکا تھا اسی لیے مزید واضح الفاظ میں پوچھ رہا تھا۔

"میں آپ کے سامنے جواب دہ نہیں ہوں۔۔۔ سو میرے باپ مت بنا کریں" وہ اتنا کہہ کر یہ جا وہ جا۔۔۔ لیکن پیچھے تیمور اپنی مٹھیاں بھینچتا رہ گیا تھا۔

وہ اپنے کمرے کا دروازہ کھول کر اندر آئی کمرہ اندھیرے میں ڈوبا ہوا تھا اس نے بیڈ پر اپنی چیزیں پھینکنے کے انداز میں رکھیں اور بیڈ کے ساتھ لگے سوئچ سے ایک بٹن نیچے کیا، کمرہ نیم تاریک ہو گیا تھا بیڈ کے کراؤن کے اوپر دیوار پر سامنے اسکا نام جگمگا رہا تھا "بیضاء" وہ ایک کرسٹل ریزن سے بنی اس کے نام کی کیلیگرافی تھی جس کے

نیچے سفید اور نیلی روشنی پھوٹتی تھی دیکھنے میں ایسا لگتا تھا جیسے سورج کی شعاعیں پھوٹ رہی ہیں لیکن اسکی شعاعوں کا رنگ ٹھنڈا تھا۔اس کمرے میں بس وہی روشنی تھی جو تیز بالکل بھی نہیں تھی وہ رات کو نائٹ بلب کا کام دیتی تھی۔

وہ بیڈ پر چت لیٹی تھی اسکا نقاب اتر چکا تھا حجاب ڈھیلا ہو چکا تھا لیکن ابھی اس نے عبایا نہیں اتارا تھا۔گرمی ہونے کے باوجود اس نے پنکھا یا اے سی چلانے کا تردد بھی نہیں کیا تھا۔ابھی اسے لیٹے چند لمحے گزرے تھے کہ زائرہ اس کے کمرے میں آئی اور اس کے بالکل پاس بیٹھ گئی۔بیضاء نے خاموشی سے اس کی گود میں سر رکھا اور آنکھیں موندے زائرہ کے بولنے کا انتظار کرنے لگی۔

"تمہیں تیمور سے اس طرح بات نہیں کرنی چاہیے تھی" وہ اس کے بالوں میں انگلیاں چلاتے ہوئے کہہ رہی تھی۔

"تم جانتی ہو زری جان مجھے یہ فضول کی روک ٹوک اور انویسٹیگیشن بالکل پسند نہیں ہے" اسکی آنکھیں ہنوز بند تھیں.

"میں اچھے سے جانتی ہوں لیکن شاید تم بھول رہی ہو وہ صرف تمہارا کزن ہی نہیں بہنوئی بھی ہے اور بات جب بہنوں کے سسرال کی آتی ہے تو تھوڑا محتاط ہونا پڑتا ہے" وہ پیار سے اسے سمجھا رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

"میرا ماننا ہے کہ میاں بیوی کو ایک دوسرے کیلئے اتنا اعلیٰ ظرف تو ہونا ہی چاہیے کہ کسی تیسرے کے ذرا سے کچھ کہنے پر وہ اپنے شریکِ حیات کو کٹہرے میں کھڑا نہ کرے" وہ وہاں سے اٹھ کر اپنا عبایا اتارے ہوئے کہہ رہی تھی۔

"تیمور ایسے نہیں ہیں جیسا ابھی تم نے ان کیلئے نقشہ کھینچ لیا ہے انہوں نے مجھ سے کچھ نہیں کہا میں بس اپنے تیئں تمہیں سمجھانا چاہ رہی تھی پر خیر۔۔۔تم فریش ہو کر نیچے آجاؤ تائی امی بھی تمہارا پوچھ رہی تھیں میں چائے بناتی ہوں"

"میں بھی بچپن سے ہی تیمور بھائی کو جانتی ہوں۔۔۔اوکے! نو مور آر گومنٹ آئندہ ایسا نہیں ہو گا میں خیال رکھوں گی"اس نے زائرہ کے تاثرات دیکھنے کے بعد خود کو مزید کچھ کہنے سے باز رکھا اور باتھ روم میں گھس گئی۔زائرہ بھی پر سکون سی وہاں سے نکل آئی۔اسے یقین تھا کہ بیضاء اب ایسی حرکت دوبارہ نہیں کرے گی۔

رات کے وقت وہ ٹیرس پر پورچ سوِنگ پر بیٹھی آسمان پر چمکتا ہوا آدھا چاند دیکھ رہی تھی۔ ہاتھ میں چائے کا مگ پکڑے جس سے وہ وقفے وقفے سے چسکیاں بھرتے ہوئے آسمان کی طرف دیکھ رہی تھی اس کی ہیزل براؤن آنکھیں ہمیشہ کی طرح اب بھی اسکی مسکراہٹ کا بھرپور ساتھ دے رہی تھیں۔ اس کی یہ مسکراہٹ ہی اس کی شخصیت کا خاصہ تھی۔ اس کی مسکراہٹ بالکل فردوس بیگم جیسی تھی ایسی مسکراہٹ جسے دیکھنے کے بعد کوئی بھی خود کو باخوشی اس کے سحر میں جکڑے جانے کی چاہ کر سکتا تھا۔

تیری آنکھوں کی سہولت ہو میسر جس کو

وہ بھلا چاند ستاروں کو کہاں دیکھے گا

وہ جسے پھول، بہاروں کی فراوانی ہو!!

پھر وہ ہم ایسے خرابوں کو کہاں دیکھے گا

روبرو حُسن ہو، اور حُسن بھی تیرے جیسا

پھر کوئی دل کے خساروں کو کہاں دیکھے گا

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

دایان جو ابھی ٹیرس پر آیا تھا بیضاء کو وہاں بیٹھے دیکھ کر اس کی طرف آتے غزل پڑھ رہا تھا۔ جس کے ری ایکشن میں بیضاء نے ہمیشہ کی طرح ایک مصنوعی گھوری سے نوازا تھا۔

"جتنی غزلیں اور اشعار تم میرے لیے پڑھ چکے ہو نا اگر کسی اور لڑکی کیلیئے کہی ہوتیں تو اب تک تم سنگل سے منگل ہو چکے ہوتے۔ مجھ پر تو تمہاری شاعری کا اثر ہوتا نہیں ہے" وہ ایک ٹانگ جھولے سے نیچے لٹکائے اور دوسری کو فولڈ کیے خالی کپ سامنے پڑے میز پر رکھ رہی تھی۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"یار پارٹنر قسم سے تم اس وقت کسی شاعر کی غزل ہی لگ رہی ہو ایک تو تمہاری مسکراہٹ، اس کا ساتھ دیتی تمہاری یہ خوبصورت سی آنکھیں اوپر سے آسمان اور چاند۔۔۔ واللہ موقع بھی تھا دستور بھی تھا اور موقع کی مناسبت سے شعر بھی یاد تھا سو کہہ ڈالا.... اچھا یہ سب چھوڑو مجھے یہ بتاؤ میری جنگلی بلی موڈ کیسے ٹھیک ہوا تمہارا؟" وہ اس سے کچھ فاصلے پر فلور کشن پر نیم دراز تھا۔ بیضاء اسے ایسے دیکھ رہی تھی جیسے کہہ رہی ہو "مجھے جنگلی بلی کہنا تمہیں بہت مہنگا پڑنے والا ہے"

www.novelsclubb.com

"یار دیکھو پارٹنر "بولنا" زبان کا کام ہے سو اسے ہی اپنا کام کرنے دیا کرو یہ جو تم آنکھوں ہی آنکھوں سے سب بول دیتی ہو بیچاری اپنی ہی زبان کے ساتھ زیادتی کرتی ہو۔۔۔ مجھے تو یہ ڈر ہے کہیں روزِ حشر یہ تمہارے خلاف اس بات کی گواہی نہ دے ڈالیں کہ یا اللہ اس نے تو مجھے بولنے ہی نہیں دیا تھا۔۔۔ پھر کیا کرو گی بچو ووو

جمورے" وہ کہہ تو سنجیدگی سے رہا تھا مگر اس کی آنکھوں سے شرارت واضح ظاہر ہو رہی تھی۔

"دانی کے بچے!!!! اب تم بچ کے دکھاؤ ذرا میرے ہاتھوں سے" بیضاء نے اپنے پیچھے سے کشن نکال کر دایان کی طرف پھینکا تھا جسے وہ کیچ کر چکا تھا۔ بیضاء اپنا وار خالی جاتے دیکھ اسے مارنے کیلئے آس پاس نظر دوڑا رہی تھی کہ اس کی نظر اپنے جوتوں کی طرف گئی۔۔۔ اس کے لبوں کو شیطانی مسکراہٹ نے چھوا۔۔۔ اس سے پہلے کہ وہ اپنی چپل دایان کی طرف رسید کرتی وہ اس کی مسکراہٹ دیکھ کر اسکا ارادہ بھانپتے ہوئے وہاں سے واک آؤٹ کر گیا تھا۔

وہ فجر کا وقت تھا جب وہ دونوں فجر سے فارغ ہو کر کھیتوں کی طرف سیر کو نکلی تھیں۔ ویسے تو طہورا کیلی جاتی تھی لیکن ان دنوں ارحہ بھی اس کے ساتھ ہوتی تھی۔ وہ کچے راستوں پر چل رہی تھیں جب سامنے سے گھوڑے پر سوار زاویار ان کی طرف آرہا تھا ان کے نزدیک آتے ہی وہ اپنے گھوڑے کی رفتار سست کر چکا تھا۔ ہوا کی وجہ سے اس کے بال ماتھے پہ بکھرے ہوئے تھے۔

"السلام علیکم "اس نے ان کے پاس رکتے ہوئے دونوں کو مشترکہ سلام کہا۔

www.novelsclubb.com

"وعلیکم السلام زاویار بھائی۔۔۔ گھوڑا تو بہت پیارا ہے آپ کا آپکے حلیے سے تو نہیں لگ رہا کہ آپ گھڑ سواری کر کے آئیں ہیں"

"ہاں بھئی تم نے بالکل صحیح پہچانا... میں بس ڈیرے سے واپس جا رہا تھا" اس کی بات پر ارحہ نے سمجھنے والے انداز میں سر کو اثبات میں ہلایا۔

"مِس طہور کیا آپ ناراض ہیں مجھ سے؟" طہور جو ان دونوں سے بے نیاز دور آسمان پر ابھرتے ہوئے سورج کو دیکھ رہی تھی ایک دم سے زاویار کی طرف دیکھا۔

"میں بھلا آپ سے کیوں ناراض ہونے لگی" اسے توقع نہیں تھی کہ وہ ارحہ کی موجودگی میں کوئی ایسی بات کہے گا۔ اسی لیے وہ حیران سی اس کی غیر متوقع باتوں کا جواب دے رہی تھی۔

"طہور آپی وہ دیکھیں تانگہ۔۔۔۔میں نے اس پر بیٹھنا ہے" ارحہ نے چہکتے ہوئے کہا اور بغیر کسی کی سنے اس طرف دوڑ لگا دی جہاں سے وہ تانگہ آرہا تھا۔ بھئی ہم اوپر سے جتنے مرضی بولڈ اور ایلیٹ بن جائیں چونکہ ہمارا خمیر مٹی سے اٹھایا گیا ہے سو ہم اندر سے اتنے ہی دیسی ہوتے ہیں۔ ہر ایک کے آباؤاجداد کسی نا کسی گاؤں سے ضرور جڑے ہوتے ہیں۔

"جھلی نہ ہو تو" طہور نے اسکی اس ایکسائٹمنٹ کو دیکھتے ہوئے کہا۔

www.novelsclubb.com

"طہور" زاویار نے سے اسے دیکھا جو خود کو چادر میں چھپائے کھڑی ارحہ کی طرف دیکھ رہی تھی۔ اسے دیکھ کر ہمیشہ کی طرح زاویار کے دل میں ایک اطمینان سا اترا تھا وہ اسے اپنے نام کی طرح ہی لگتی تھی۔

"جی" طہور نے سوالیہ نظروں سے اس کی طرف دیکھا۔

"کچھ نہیں" وہ اسے اپنی نظروں کے حصار میں رکھے ہوئے تھا۔ جس سے طہور بہت کنفیوژ ہو رہی تھی۔

"میں کل واپس جا رہا ہوں" اب وہ اسے دیکھ نہیں رہی تھی۔ دیکھنے کی ہمت ہی نہیں رہی تھی۔

"آج ابا میاں کے کمرے میں ہیر پڑھیئے گا مردان خانے سے آپ کی آواز نہیں آتی" اس کی آواز میں ایک مان تھا جیسے کچھ بھی ہو جائے زاویار اسے انکار نہیں کر

www.novelsclubb.com

سکتا۔وہ بیگانگی اختیار کر کے بھی پورا حق جتاتی تھی۔اس کی بات پر زاویار کے چہرے پر ایک تبسم سا بکھرا تھا۔

"بندۂ ناچیز آپکی بات کو کیسے ٹال سکتا ہے۔۔۔چلتا ہوں اللہ حافظ" وہ گھوڑے کو ایڑھ دے چکا تھا۔

"فی امان اللہ" اسنے آہستہ سی آواز میں کہا کہ زاویار بمشکل ہی سن سکا۔زاویار گھوڑے کی رفتار بڑھا چکا تھا۔اسے جاتا دیکھ کر طہور نے ایک گہرا سانس خارج کیا۔

سارہ اپنے کمرے میں ڈریسنگ مرر کے سامنے کھڑی بال سلجھا رہی تھی ساتھ ساتھ وہ فون کا سپیکر آن کیے بیضاء سے بات کر رہی تھی۔

"تمہیں میں نے وائٹ شرٹ پریس کرنے کیلئے کہا تھا اور تم نے آف وائٹ پریس کر دی پاگل لڑکی تمہیں وائٹ اور آف وائٹ میں کوئی فرق نظر نہیں آیا" زمران ایک دھاڑ سے دروازہ کھولے اندر آیا اور دبے غصے میں چلانے لگا۔اس کے چلانے پر سارہ تو سہم گئی تھی۔

www.novelsclubb.com

"چلو جی یہ لارڈ صاحب خود کو سچ میں ہی زمران سمجھنے لگتا ہے۔۔۔ فضول میں رعب جھاڑتا رہتا ہے۔۔۔ پتہ ہے سارہ مجھے تو اس کی ہونے والی بیوی سے ابھی سے ہمدردی ہو رہی ہے نجانے اس بیچاری کے ساتھ کیا سلوک کرے گا" بیضاء اس بات سے انجان کہ لارڈ صاحب اس کی فون سے ابھرتی آواز بخوبی سن سکتا تھا، اپنی

کہے جا رہی تھی، زمران کو ایک سیکنڈ لگا تھا یہ سمجھنے میں کہ آواز کہاں سے آ رہی ہے۔وہ ایک ہی جست میں فون کے قریب پہنچا تھا۔

"سنو لڑکی...یہ سمجھنے سے کیا مراد ہے تمہاری میں "زمران" ہوں "اس نے زمران پہ زور دیتے کہا۔"اور دوسری بات تمہیں میری بیوی کی فکر کرنے کی ضرورت نہیں اس کے لیے فکر مند ہونے کیلئے ابھی میں زندہ ہوں" وہ ابھی بھی غصے میں ہی تھا۔بیضاء فون پر اسکی آواز سن کر ایک لمحے کیلئے گڑبڑائی تھی لیکن اگلے ہی لمحے وہ خود کو سنبھال چکی تھی۔

www.novelsclubb.com

"تم بھی سنو لڑکے...نام رکھنے سے کوئی زمران بن نہیں جاتا، یہ بھی خوب کہی تم نے اب بندہ مظلوم کیلئے ہمدردی بھی نہیں رکھے تو کیا تمہاری طرح ناروا سلوک رکھے۔۔۔آیا بڑا" وہ اپنی کہہ کر فون بند کر چکی تھی۔

"بھائی آج مجھے بتا ہی دیں آخر مسئلہ کیا ہے آپ ک ساتھ جب دیکھو آپ اسکے ساتھ لڑتے رہتے ہیں" سارہ جو خود کو نارمل کر چکی تھی۔ بازو سینے پہ باندھے زمران کے سامنے کھڑی اس سے پوچھ رہی تھی۔

"تمہیں تو میری غلطی ہی نظر آتی ہے اس محترمہ کے منہ سے تو جیسے پھول جھڑتے ہیں۔۔۔۔ مجھ سے پوچھنے کی بجائے جا کر اس "دی لیجنڈ بیضاء" کو تمیز سکھا دو۔ زمران کے "دی لیجنڈ بیضاء" پر زور دے کر کہنے پر سارہ نے اپنی مسکراہٹ دبائی تھی۔

"بدتمیز لڑکی اسے تو میں چھوڑوں گا نہیں۔۔۔اور تم آکر میری وائٹ شرٹ پریس کرو" وہ غصے میں کہتا وہاں سے جا چکا تھا۔

فون رکھنے کے بعد وہ غصے سے کمرے میں ٹہل رہی تھی لیکن غصہ تھا کہ کم ہی نہیں ہو رہا تھا۔

www.novelsclubb.com

"اس بدتمیز کو تو میں چھوڑوں گی نہیں" وہ خود کلامی کرتے اپنے کمرے سے نکلتی دایان کے کمرے کی طرف جا رہی تھی دروازہ ناک کر کے اجازت ملنے کا انتظار کرنے لگی۔

"آجاؤ بیضاء" دایان کی آواز آنے پر وہ اندر داخل ہوئی۔

"تمہیں کیسے پتہ چلا کہ میں ہوں" وہ حیرانی سے پوچھ رہی تھی۔

"میں تمہاری دستک پہچانتا ہوں پارٹنر" وہ سٹڈی ٹیبل کی کرسی پر بیٹھا کوئی کتاب پڑھ رہا تھا جسے اب وہ بند کر چکا تھا۔بیضاء کے ہوتے وہ کسی اور طرف دھیان نہیں دے سکتا تھا۔

www.novelsclubb.com

"انٹرسٹنگ....آئی ایم امپریسڈ" بیضاء اس کی بک شیلف کے سامنے کھڑی کتابیں دیکھ رہی تھی جہاں زیادہ تر اسلامی کتب اور شاعری کی کتابیں موجود تھیں۔

"تم یہاں صرف مجھے داد دینے تو آئی نہیں کام بتاؤ جس کے لیے تم سے صبح تک کا بھی انتظار نہیں ہوا اور اس طرح رات کو مجھے ڈسٹرب کیا ہے" وہ اب پورے انہماک سے اسکی طرف متوجہ تھا۔

"میں کہنے آئی تھی کہ مجھے پھوپھو کے گھر لے چلو۔۔۔ پلیز انکار مت کرنا کل یونیورسٹی سے آف ہے، زائرہ سو چکی ہے اور تیمور بھائی اپنی نائٹ ڈیوٹی پہ ہیں ورنہ ان کے ساتھ چلی جاتی اور ویسے ابھی اتنی بھی رات نہیں ہوئی۔۔۔ سو مسٹر دایان میر عالم آپ کے پاس بہانہ بنانے کیلئے کوئی وجہ نہیں بچی" وہ آنکھوں کو بار بار جھپکتے معصومیت کے سارے ریکارڈ توڑتی دایان کو دیکھ رہی تھی۔ دایان اس کے مطالبے پر کچھ عجیب نظروں سے اسے دیکھ رہا مگر آخر کار اسے ہار ماننی ہی پڑی۔

کچھ دیر بعد وہ دونوں "شجاع ہاؤس" میں موجود تھے جہاں لان میں سارہ اور زمران "لڈو" کھیل رہے تھے انہیں دیکھ کر سارہ خوشگوار حیرت کا شکار ہوئی مگر زمران نے انہیں ساتھ دیکھ کر منہ کے زاویے بگاڑے تھے۔ ابھی انہیں آئے کچھ ہی دیر ہوئی تھی کہ بیضاء نے سارہ کے کان میں کچھ کہا اور اندر چلی گئی، اسکا رخ سیڑھیوں کی جانب تھا۔

وہ زمران کے کمرے میں کھڑی ارد گرد نظریں دوڑا رہی تھی الماری کے ساتھ لٹکی وائٹ شرٹ دیکھ کر اسکے چہرے پر وہی شیطانی مسکراہٹ رقص کرنے لگی۔

"ابھی بتاتی ہوں مجھ سے بدتمیزی کرنے کا انجام کیا ہوتا ہے" وہ خود سے ہی بڑبڑاتے ہوئے سٹڈی ٹیبل سے پن (قلم) اٹھا کر الماری کی طرف بڑھی اور پن

کھول کر اسکی نیلی روشنائی کو سفید شرٹ پر انڈیل دیا جس سے وہ سفید شرٹ کافی زیادہ داغدار ہو چکی تھی۔

"اب آئے گا مزا۔۔۔آیا بڑا رعب جمانے والا پتہ نہیں خود کو سمجھتا کیا ہے بدتمیز"

"آف کورس زمران ہوں تو خود کو زمران ہی سمجھوں گا" اپنے پیچھے سے آتی زمران کی آواز پر وہ اسکی طرف مڑی تھی۔۔۔اس کے مڑنے پر زمران نے ایک نظر اپنی داغدار شرٹ کو دیکھا اور پھر بیضاء کو لیکن کہا کچھ نہیں اور بیضاء کو اس کا خاموش رہنا ہی کھٹک رہا تھا۔

"اس بدتمیزی کی وجہ جان سکتا ہوں" وہ عین اسکے سامنے کچھ فاصلے پر کھڑا غصہ ضبط کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔

"بالکل بھی نہیں....اب ہٹو میرے سامنے سے" بیضاء کے اطمینان میں کوئی فرق نہیں آیا تھا

"آیندہ میرے کمرے میں آئی تو ٹانگیں توڑ دوں گا تمہاری" زمران نے انتہائی سرد لہجے میں کہا اور ایک سائیڈ پر ہو گیا، بیضاء ایک سیکنڈ کی بھی دیر کیے بغیر اس کے کمرے سے نکل گئی۔

"بال بال بچ گئی ورنہ آج تو وہ ہٹلر کا جانشین مجھے تختہ دار پر لٹکا ہی دیتا" وہ اس کے کمرے کے باہر کھڑی خود سے کہے جا رہی تھی

"میں نے سنا جو تم نے کہا" ایک دفعہ پھر زمران اس کے پیچھے آن کھڑا ہوا۔ بیضاء نے اپنے پیچھے زمران کی آواز سن کر سختی سے آنکھیں میچ لیں۔

"میں نے بھی سنانے کیلئے ہی کہا" وہ بغیر اسکی طرف دیکھے نیچے بھاگ گئی۔

"پاگل" زمران نے تاسف سے سر ہلایا اور واپس اپنے کمرے میں چلا گیا۔

آج سنڈے تھا اور جلال ہاؤس میں صبح سے اب تک بیضاء اور دایان کی کوئی دس دفعہ لڑائی ہو چکی تھی اب بھی بیضاء ناراضگی سے منہ پھلائے کچن میں اپنی تائی کو دایان کی شکایات کی لسٹ گنوا رہی تھی۔

"تم سے کون کہتا ہے اسے تنگ کیا کرو" منزہ بیگم ہانڈی میں چمچہ ہلاتے ہوئے ساتھ ساتھ اسکا دکھڑا بھی سن رہی تھیں۔

"ویسے تائی ماں آپس کی بات ہے جو مزا اس ہاتھی کو تنگ کرنے میں آتا ہے وہ کسی اور کو کرنے میں نہیں آتا" وہ کرسی پر بیٹھی دونوں بازوں اسکی پشت پر ٹکائے اوپر اپنی تھوڑی جمائے مسکراتے ہوئے کہہ رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

"تم دونوں نہیں سدھر سکتے ہر پانچ منٹ بعد پھر تم دونوں نے ادھم مچایا ہوتا ہے ۔۔۔اچھا ایسا کرو اٹھ کر چپاتیاں بناؤ باتیں تو بنا ہی لیتی ہو کھانا بنانا بھی سیکھ لو" منزہ بیگم آج اسے بخشنے والے موڈ میں نہیں تھیں۔

"تائی ماں بات یہ ہے کہ مجھے ابھی ابھی یاد آیا ہے میں نے اپنی اسائنمنٹ کمپلیٹ کرنی ہے تو میں ایسا کرتی ہوں زری جان کو بھیجتی ہوں" وہ کھسیانے انداز میں کہتی وہاں سے جانے کے پر تول رہی تھی۔

"خبردار اگر زائرہ کو تنگ کیا تو پیپر ہے اسکا تیاری کرنے دو اسے اور تم نے کیا اگلے گھر جا کر ہماری ناک کٹوانے کا پرمٹ بنوا رکھا ہے، کام چور کہیں کی چلو شاباش اٹھ

کر چپاتیاں بناؤ" منزہ بیگم کے موڈ کو دیکھتے ہوئے بیضاء کو چارو ناچار اپنی بہن کے حصے کی قربانی دینی ہی پڑی۔

"تائی ماں ایک بات تو بتائیں آپکی اور تایا ابو کی لو میرج تھی یا ارینج میرج تھی" وہ روٹی بیلتے ہوئے مصروف سے انداز میں پوچھ رہی تھی۔ بھئی ہماری بیضاء نے خاموش رہنا سیکھا ہی نہیں تھا۔

"اپنے تایا کو دیکھ کر تمہیں لگتا ہے کہ وہ "لو" لفظ سے بھی آشنا ہوں گے" منزہ بیگم کے تبصرے پر بے ساختہ بیضاء کا قہقہہ گونجا تھا۔

"ویسے ہیں تو وہ بھی ایک طرح کے ہٹلر ہی لیکن.....ابھی وہ بول رہی تھی کہ اسی لمحے دایان کچن میں آیا اور ملکہ ہانس والوں کی آمد سے مطلع کرنے لگا۔لاؤنج سے آتا شور تو وہ دونوں بھی سن چکی تھیں۔

"تھنک آف ہٹلر اینڈ ہٹلر از ہئیر "بیضاء نے مسکراتے ہوئے میر عالم کی آمد پر چوٹ کی تھی۔

"بیضاء"منزہ بیگم اسے مصنوعی غصے سے گھور رہی تھیں۔

"او سوری میں تو بھول ہی گئی وہ آپکے مجازی خدا ہیں"وہ ابھی بھی باز نہیں آئی تھی۔منزہ بیگم اس کی بات کو ان سنا کرتی باہر جا چکی تھیں۔

"رونے کیلیئے تیار ہو جاؤ چیونٹی چھوٹی امی بھی آئی ہیں" دایان بھی اسے منہ چڑاتا باہر نکل گیا۔ بیضاء نے ایک گہرا سانس اندر کھینچا اور وہ بھی اس کے پیچھے باہر چل دی۔

"بس بھی کردو بیضاء کیا آج ہی سارے آنسو ایک ساتھ بہا لینے ہیں" بیضاء آسیہ بیگم کے گلے لگی اونچی آواز میں روئے جا رہی تھی

www.novelsclubb.com

"آپ کو اندازہ بھی ہے کہ میں نے آپ کو کتنا مِس کیا تھا آپ جب بھی گاؤں جاتی ہیں بس وہیں کی ہو کے رہ جاتی ہیں اپنی بیٹیوں کی تو کوئی پرواہ ہی نہیں آپکو" رونے کی وجہ سے اس کی ہچکیاں بندھ چکی تھیں۔

"اچھا اب نہیں جاؤں گی۔۔۔ تم تو اماں کا بہادر بچہ ہو چلو شاباش اب چپ کر جاؤ" آسیہ بیگم اس کا سر تھپکتے ہوئے چپ کروانے کی ناکام سی کوشش کر رہی تھیں۔

"نہیں ہوں میں بہادر۔۔۔ آپ ہر دفعہ یہی کہتی ہیں لیکن پھر چلی جاتی ہیں اور پھر ظلم کی انتہا یہ کہ آپ میرے حصے کا سارا پیار طہور کو دے آتی ہیں اور مجھے صرف ڈانتی رہتی ہیں" اس کے شکوے سن کر سب کے چہرے مسکرا رہے تھے۔

www.novelsclubb.com

"میں بتا رہی ہوں سب کان کھول کر سن لیں اب میں اپنی اماں کو کہیں نہیں جانے دوں گی اگر ملکہ ہانس والوں کا گزارا نہیں ہوتا تو ان سے کہہ دیں اپنا سامان سمیٹیں

اور یہاں آجائیں"سب ہی جانتے تھے کہ بیضاء اپنی ماں کے حوالے سے بہت حساس ہے سو سب نے ہی خاموشی سے رضامندی کا اظہار کیا تھا۔

"بیضاء آپی آپ کو پتہ ہے چھوٹی امی مجھے اور طہور آپی کو روزا پنے ہاتھ سے کھانا کھلاتی تھیں"ارحہ کی بات پر بیضاء نے مسکین سی شکل بنا کر اپنی ماں کو دیکھا تھا۔

"تنگ کر رہی ہے تمہیں ایسا کچھ نہیں ہے۔۔۔ چلو اب اٹھو بس کرو یہ رونا دھونا ، میرا سامان کمرے میں رکھ کر آؤ۔۔۔اٹھو شاباش"آسیہ بیگم اس کا دھیان بٹانے کیلئے ایک نیا فرمان جاری کر چکی تھیں۔

"میں تو کہتی ہوں لیکن میری کوئی مانتا ہی نہیں۔۔۔میں ان کی سگی اولاد ہوں ہی نہیں۔۔۔مجال ہے جو مجھ سے دو گھڑی پیار سے بات کر لیں میری دفعہ تو ان کو کام یاد آ جاتے ہیں" وہ بڑبڑاتے ہوئے وہاں سے اٹھ کر زائرہ کے کمرے کی طرف بڑھ گئی۔۔۔مطلب کہ اب محترمہ ساری کتھا زائرہ کو سنانے کا ارادہ رکھتی تھیں۔

"قسمے نِرا ڈرامہ ہے یہ جنگلی بلی، چھوٹی امی آپ اسے برداشت کیسے کر لیتی ہیں" دایان اس میلوڈرامہ سے کچھ زیادہ ہی اکتایا ہوا تھا۔

www.novelsclubb.com

"اچھاااااا! اس کو بگاڑنے میں بھی سب سے زیادہ ہاتھ تمہارا ہی ہے ابھی بات اس کے منہ سے نکلتی نہیں اور تم اس کو من و عن پورا کر دیتے ہو" آسیہ بیگم نے دایان کا کان پکڑے اس کو بھی آڑے ہاتھوں لیا تھا۔

"یار چھوٹی امی کان تو چھوڑیں درد ہو رہا مجھے۔۔۔وہ چیونٹی میرا مطلب بیضاء ایسی مسکین سی شکل بناتی ہے میرے سامنے اور میں ٹھہرا صدا کا نرم دل انسان مجھے اس پہ ترس آ جاتا ہے اور پھر میں اسکی الٹی سیدھی حرکتوں میں اس کا ساتھ دینے پر مجبور ہو جاتا ہوں" وہ اپنا کان چھڑانے کی کوشش کرتے ہوئے اپنی صفائی پیش کر رہا تھا۔

"میری توبہ جو آئندہ آپ کے سامنے اس جنگلی بلی کی شان میں گستاخی کر جاؤں، الٹا میں ہی پھنس جاتا ہوں" وہ اپنا کان چھڑا کر چھت پہ بھاگ چکا تھا۔

"پاگل ہیں دونوں پتہ نہیں کب عقل آئے گی" آسیہ بیگم نے ایک دفعہ پھر دونوں کے بچگانہ رویے پر ناپسندیدگی کا اظہار کیا تھا۔

"چھوڑو انہیں یہ نہیں سدھرے گے مجھے تم سے ایک ضروری بات کرنی ہے، بھائی صاحب نے بھی تم سے ذکر کیا ہی ہو گا تیمور اب چاہتا ہے کہ زائرہ کی رخصتی ہو جائے"

"جی آپا مجھے بتایا تو تھا انہوں نے اور اس جمعہ کو اماں جان اور ابا میاں آ رہے ہیں وہ ہی کوئی ختمی فیصلہ سنائیں گے"

www.novelsclubb.com

"چلو اللہ خیر کرے گا تم فریش ہو جاؤ میں کھانا لگاتی ہوں اور ارحہ بیٹا اٹھ جاؤ میرا بچہ جا کر سب کو کھانے کیلیئے بلا لاؤ" منزہ بیگم ان کو کہتی کچن کی طرف بڑھ گئی اور

ارحہ تابعداری کا فل مظاہرہ کرتے ہوئے سب کو بلانے چلی گئی۔۔۔مطلب محفل برخاست ہوچکی تھی۔

بیضاء اور سارہ ابھی یونیورسٹی آئی تھیں اور اپنے گروپ کو انگلش ڈیپارٹمنٹ کے باہر بیٹھا دیکھ کر سیدھا ان کی طرف ہی آگئیں۔

www.novelsclubb.com

"السلام علیکم مائی باندریز" بیضاء سب کو ایسے ہی الٹے سیدھے ناموں سے بلاتی تھی۔

"وعلیکم السلام کوئین آف باندریز" ماہ نور کے دوبدو جواب دینے پر ناک سے مکھی اڑائی تھی۔

"تمہیں کیا ہوا ہے کون تمہاری بھینس چرا کر لے گیا ہے جس کے غم میں آدھی ہوئی جارہی ہو" سارہ نے امر کو دیکھا جو ان سب سے بیزار سی ایک طرف الگ تھلگ سی منہ لٹکا کے بیٹھی تھی۔

"محترمہ امر بیل پڑھ کر آئی ہے اور اب عمر جہانگیر کا غم منایا جارہا ہے" حفصہ نے اس کی بیزاری کی وجہ بتائی کیونکہ امر تو کسی سے بات ہی نہیں کر رہی تھی۔

"یا اللہ مجھے صبر دیں یہ سب برداشت کرنے کیلئے" ہر دفعہ ایسا ہی ہوتا تھا جب بھی امر کوئی ناول پڑھ کے آتی جس کی اینڈنگ امر کے لیے ٹریجک ثابت ہوتی تو وہ ایسے ہی دو تین دن اسی غم میں گزار دیتی تھی، باقی سب اس کی عادت سے چڑتی تھیں اور بیضاء کو اسکی اس عادت سے کچھ زیادہ ہی چڑ تھی۔

"دیکھ بہن عقل سے کام لے امتحان سر پر ہیں یہ دن تمہارے "سوفوکلس، جین آسٹن، چارلس ڈکنز" کو حفظ کرنے کے ہیں اور تم ہو کہ عمر جہانگیر کو حفظ کرتی پھر رہی ہو۔۔۔ ویسے بھی اس عمر میں رکھا ہی کیا ہے" بیضاء نے اس کی دکھتی رگ پر ہاتھ رکھا تھا.

"خبردار اگر تم نے عمر جہانگیر کے بارے میں ایک لفظ بھی کہا تو ورنہ ہماری دوستی خطرے میں پڑ سکتی ہے" بیضاء جانتی تھی کہ وہ تھوڑی جذباتی ہے لیکن اس کے اس طرح شدید ردعمل پر وہ بھی حیران ہوئی تھی۔

"اووووو تو بات یہاں تک پہنچ چکی ہے۔۔۔اچھا ذرا مجھے یہ بتاؤ یہ ناول ہے کس موضوع پہ مجھے بھی تو پتہ چلے آخر اس میں ایسا کیا ہے کہ ہماری دوستی ختم کروانے کی طاقت رکھتا ہے"

www.novelsclubb.com

"پتہ نہیں۔۔۔مجھے بس اتنا پتا ہے عمر جہانگیر کو مرنا نہیں چاہئے تھا" وہ روہانسے انداز میں اسکی بات کا جواب دے رہی تھی اور باقی سب اسے "اس کا کچھ نہیں ہو سکتا" والی نظروں سے دیکھ رہی تھیں۔

"تم ایک کام کرو امر۔۔۔ تم کتابیں (ان کی فہرست میں کتابوں کا مطلب ناولز ہی تھا) پڑھنا چھوڑ دو۔۔۔ تمہیں یہی نہیں پتہ جو تم پڑھ کے آئی ہو اس میں رائیٹر نے پاکستان کی اکانومی، بیوروکریسی، کرپشن، سود، سول سروسز اور اس طرح کے اہم موضوعات پر کس طرح چیلنجنگ انداز میں کھل کر اتنے سارے صفحات کالے کیے ہیں.... جب تم ایک کتاب کو اسکا حق ہی نہیں دیتی تو اسے پڑھا بھی مت کرو۔۔۔۔ دیکھو میری جان یہ جو تم آئے دن کسی نا کسی فنکشنل کریکٹر کا غم منا رہی ہوتی ہو یہ ٹھیک نہیں ہے اسے ایک حد تک رکھا کرو اپنے سر پر سوار مت کیا کرو کیونکہ کوئی بھی حقیقت میں تمہارے لیے برتن دھونے نہیں آئے گا اور "تم کبھی اس شخص کو قبول نہیں کر سکتی جو جیل میں کئی راتیں گزار کر آیا ہو، نہ ہی کوئی تمہارے لیے ننگے پیر سڑکوں کی خاک چھان سکتا ہے، اور نہ ہی کوئی تمہیں 13.7 ملین کی انگوٹھی دے سکتا ہے، یہ سب افسانوں میں ہی اچھا لگتا ہے۔۔۔ سو میری

جان تھوڑا سا حقیقت پسندی سے کام لیا کرو ہیروز کے علاوہ اور بھی بہت سی چیزیں ہوتی ہیں جو سوچنے سمجھنے کے قابل ہوتی ہیں کتاب کو پڑھتے وقت اسے ویسا حق دیا کرو جو وہ ڈیزرو کرتی ہے"

"ناول مطلب فکشن۔۔۔ فکشن مطلب جو اصل میں ہے ہی نہیں تو میں کیونکر حقیقت ڈھونڈوں "اس دفعہ امر کی لہجہ قدرے دھیما تھا۔

"مجھے تمہاری بات نے بالکل بھی حیران نہیں کیا میں پھر بھی یہی کہوں گی۔۔۔ کہ پڑھتے وقت ہر پہلو پر کھا کرو اور ہاں اپنی ایکسپیکٹیشنز اتنی ہائی مت کرو کہ حقیقت کا سامنا کرنا مشکل ہو جائے"

"کیا تم لوگ سیریئس ہی ہوتی جا رہی ہو بس کرو یہ بحث اور کنٹین کی طرف چلو مجھے بھوک لگ رہی ہے میں نے ناشتہ بھی نہیں کیا تھا" حفصہ نے ماحول کا تناؤ کم کرنے کیلئے انہیں وہاں سے اٹھایا اور کنٹین کی طرف بڑھ گئی باقی سب بھی اس کے پیچھے لپکی لیکن بیضاء اپنی جگہ کھڑی رہی وہ متلاشی نظروں سے ادھر اُدھر دیکھ رہی تھی۔

"کیا ہوا بیضاء کسے ڈھونڈ رہی ہو؟" سارہ جو ان سب کے ساتھ آگے جا رہی تھی اسے رکتا دیکھ کر واپس اس کے پاس آ گئی۔

www.novelsclubb.com

"مجھے ایسا لگ رہا ہے جیسے کوئی مجھے مسلسل دیکھے جا رہا ہے" اسکی نظریں ابھی بھی کسی کو ڈھونڈ رہی تھیں۔

"پھر سے؟؟؟ یہ سلسلہ تو ختم ہو چکا تھا؟" سارہ بھی اب اسی کی طرح اپنے گرد و نواح میں دیکھ رہی تھی۔

"مجھے بھی یہی لگا تھا لیکن آج پھر میں خود پر کسی کی نظروں کی تپش محسوس کر رہی ہوں۔۔۔ سارہ مجھے یہ نظریں بہت تنگ کرتی ہیں، خوف زدہ کرتی ہیں۔۔۔ پلیز گھر چلو" بولتے ہوئے اسکا لہجہ بھیگا ہوا تھا وہ خود کو رونے سے باز رکھے ہوئے تھی۔
سارہ نے جلدی سے ماہ نور کو ایمرجنسی کا میسج کیا اور اسے بازو سے پکڑے پارکنگ کی طرف چل دی۔ بیضاء کی آنکھوں میں خوف تھا اور سارہ کی آنکھوں میں فکر مندی۔

جاری ہے۔۔۔۔